سرّ الاسرار

تصنیفِ لطیف

شیخ المشائخ، قطبِ ربانی، غوث صمدانی، محبوب سبحانی

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

روحانی حقائق و معارف کا حسین و جمیل مجموعہ، صوفیانہ تعلیمات کی
خوبصورت اور دِل آویز تشریح وصول الی اللہ کے سربستہ حقائق،
عارف جلیل، مرشدِ کامل و مکمل کے قلم سے

تصنیفِ لطیف

شیخ المشائخ، قطبِ ربانی، غوث صمدانی، محبوب سبحانی
حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مترجم

(الاستاذ) ظفر اقبال کلیار
(فاضل بھیرہ شریف)

۲۰۰۰ء

بار اوّل ______ ایک ہزار

ہدیہ ______ = 80 روپے

زیرِ اہتمام

محمد رضاءُ الدین صدیقی

نجابت علی تارڑ

زاویہ

۸۔سی دربار مارکیٹ ○ لاہور

Ph (042) 7113553-7241517

(نوٹ)

اِس کتاب کے جملہ محاصِل " زاویہ فاؤنڈیشن " کے علمی و تحقیقی مقاصد کے لئے وقف ہیں۔

چوتھی فصل

علوم کی تعداد :۔

علم ظاہر بارہ فنون پر مشتمل ہے۔اسی طرح علم باطن کی بھی بارہ شاخیں ہیں۔ اس علم کو عوام، خواص اور اخص الخواص کی استعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے تقسیم کیا گیا ہے۔

جملہ علوم چار اقسام میں منحصر ہیں۔

1۔ شریعت کا ظاہری علم۔ مثلاً امر، نہی اور دوسرے احکام

2۔ شریعت کا باطنی علم۔اسے علم طریقت کہتے ہیں۔

3۔ علم طریقت کا باطن۔اسے علم معرفت کہتے ہیں۔

4۔ باطنی علوم کا باطن اسے علم حقیقت کا نام دیا جاتا ہے۔[1]

ان تمام علوم کا حصول ضروری ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔

اَلشَّرِیْعَتُ شَجَرَۃٌ وَالطَّرِیْقَۃُ اَغْصَانُھَا وَالْمَعْرَفَۃُ اَوْرَاقُھَاوَالْحَقِیْقَۃُ اَثْمَارُھَا وَالْقُرْآنُ جَامِعٌ بَجَمِیْعِھَا بِالدَّلَالَۃِ وَالْاِشَارَۃِ تَفْسِیْراً وَتَأْوِیْلاً

”شریعت ایک درخت ہے۔ طریقت اس کی ٹہنیاں ہیں، معرفت اس کے پتے ہیں اور حقیقت اس کا پھل ہے۔ قرآن دلالۃً، اشارۃً“اور تاویلاً ان تمام کا جامع ہے“

دودھ (کی نہریں)

انسان کو اپنی حیثیت پہچاننی چاہیے۔ کسی ایسی چیز کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے جس کا اسے حق نہیں پہنچتا۔

امیر المؤمنین علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ ایسے آدمی پر رحم فرمائے جس نے اپنی حیثیت کا اندازہ لگایا اور اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھا، اپنی زبان کی حفاظت کی اور اپنی عمر کو ضائع نہیں کیا"

عالم کو چاہیے کہ انسان حقیقی یعنی طفل معانی کا مطلب سمجھے اور اسمائے توحید پر مواظبت اختیار کر کے اس کی تربیت کرے۔ اسے عالم جسمانیت سے نکل کر عالم روحانیت میں آنا چاہیے۔ عالم روحانیت، باطن کی دنیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں بستا۔ یہ دنیا نور کا گویا ایک صحراء ہے جس کی کوئی انتہاء نہیں۔ اور طفل معانی اس میں محو پرواز ہے۔ اس کے عجائب و غرائب کو دیکھتا پھر رہا ہے مگر کسی کو خبر دینے کا امکان نہیں۔ یہ ان موحدین کا مقام ہے جو اپنی ذات کو عین وحدت میں فنا کر چکے ہوتے ہیں۔ ان کے باطن میں جمال خداوندی کا نور ہوتا ہے جسے وہ دیکھتے رہتے ہیں۔ گویا وہ صرف اللہ ہی کو دیکھتے ہیں۔ [1]

پس یوں سمجھیئے کہ جس طرح انسان سورج کو دیکھے تو دوسری کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتا اسی طرح جب انسان مشاہدہ حق میں مستغرق ہو جاتا ہے تو جمال خداوندی کے مقابلے میں وہ کسی اور کو کیسے دیکھ سکتا ہے کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہاں انسان اپنی ذات سے محو ہو جاتا ہے اور سراپا حیرت بن جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا :

انسان آسمانوں کی بادشاہی میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ پرندوں کی طرح دوسری مرتبہ پیدا نہیں ہوتا

یہاں دوسری پیدائش سے مراد طفل معانی کی پیدائش ہے۔ یہ پیدائش روحانی ہے اور یہ پیدائش انسان کی حقیقی قابلیت سے ہوتی ہے۔ اور وہ ہے انسان کا

باطن طفل معانی کا وجود صرف اسی وقت ظاہر ہوتا ہے جب علم شریعت اور علم حقیقت یکجا ہوتے ہیں۔ کیونکہ بچہ والدین کے نطفوں کے اجتماع سے پیدا ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ اَمْشَاجٍ (الدھر :2)

"بلاشبہ ہم ہی نے انسان کو پیدا فرمایا ایک مخلوط نطفہ سے"

اس معنیٰ کے ظہور کے بعد بندہ عالم خلق سے عالم امر کی گہرائیوں تک پہنچ جاتا ہے۔ بلکہ تمام عالم عالم الروح کے سامنے ایسے ہی ہیں جیسے قطرہ سمندر کے سامنے۔ اس ظہور کے بعد علوم لدنی روحانی کا فیض بلا حرف و صوت پہنچتا رہتا ہے۔

حواشی

۱۔ حاشیہ (ظ) میں آیا ہے: کہا گیا ہے کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کے درمیان نوے ہزار باتیں ہوئیں۔ ان میں سے تین ہزار کا تعلق احکام شریعت سے تھا۔ تین ہزار کا احکام طریقت سے اور تین ہزار کا احکام حقیقت سے۔ حضرت بایزید بسطامی کا قول ہے شریعت سمندر کی مانند ہے۔۔ طریقت سمندر کے پانی کو پی جانا ہے اور حقیقت سمندر کے تمام پانی کو ھضم کرنے کی مانند ہے۔

۲۔ تفسیر کبیر۔ از رازی جلد 7 ص 166-178 امام صاحب نے سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔

۳۔ اس کی تخریج ہو چکی ہے۔ گذشتہ صفحات میں دیکھیں

۴۔ احیاء العلوم جلد چہارم ص 381-382 پر امام غزالی فرماتے ہیں کہ بعض علماء کا قول ہے کہ اخلاص فی العمل کا مطلب یہ ہے کہ شیطان بندے کے عمل پر مطلع نہ ہو سکے کہ اسے خراب کر دے اور نہ ہی فرشتہ مطلع ہو کہ ثواب لکھ سکے۔ دوم فرماتے ہیں اخلاص فی العمل کا مطلب یہ ہے کہ انسان بغیر کسی عوض کے ارادہ کے نیک اعمال کرے۔ امام قشیری اپنے رسالہ میں صفحہ 163-164 پر لکھتے ہیں کہ حضرت حذیفہ مرعشیؒ فرماتے ہیں کہ خلوت و جلوت کا یکساں ہونا اخلاص ہے۔ اخلاص کی تعریف میں یہ قول بھی ملتا ہے کہ عبادت اس خیال سے کرنا کہ اللہ تعالیٰ عبادت کے لائق ہے اسی جذبے کا نام اخلاص ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اخلاص اعمال پہ نظر نہ رکھنے کا نام ہے۔ ایک شخص سے اخلاص کے بارے پوچھا گیا تو اس نے کہا اخلاص یہ ہے کہ اللہ کے سواء تیرے عمل پر کوئی گواہی نہ دے سکے۔

۵۔ اتحاف السادۃ المتقین جلد 10 ص 44 پر حضرت زبیدی فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے اخلاص کے بارے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں نے جبریل امین سے پوچھا کہ اخلاص کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ سوال بارگاہ الٰہی میں کیا تو رب قدوس نے فرمایا کہ اخلاص میرے رازوں میں سے ایک راز ہے جسے میں نے اپنے محبوب بندوں کے دل میں ودیعت فرما رکھا ہے۔ امام قشیری اپنے رسالہ میں ص 162-163 پر لکھتے ہیں کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اخلاص اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک انسان اللہ میں صرف نہ ہو جائے اور اس پر صبر نہ کرے۔ اور سچائی صرف اسی صورت میں مکمل ہوتی ہے کہ اللہ میں انسان مخلص ہو جائے اور اس پر مداومت اختیار نہ کرے۔

٦۔ حاشیہ (ظ) میں آیا ہے کہ شیخ محمود آفندی الاسکداری فرماتے ہیں۔ جس نے اصطلاحات کی تدریس اور تصنیف میں ہزاروں سال صرف کر دے وہ پھر بھی قلب کی خوشبو نہیں سونگھ سکتا۔ علم القلب ہی معتبر علم ہے۔

۷۔ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی

۸۔ یہ بخاری کی روایت کردہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ دیکھیے صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ وانھا مخلوقۃ حدیث نمبر 3072 اسے مسلم نے بھی ذکر کیا ہے۔ دیکھیے صحیح مسلم۔ کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واصلھا حدیث نمبر 2824 اس کے راوی حضرت ابوہریرہ ہیں اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں قال اللہ تعالیٰ۔ اعددت لعبادی الصالحین مالاعین رأت واذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر فاقرء وا ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین (السجدہ: 17) مزید دیکھیے جامع الاصول۔ ازابن اثیر۔ ج 494/10

۹۔ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم۔ ابو الحسن۔ حضور ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔ آپ خلیفہ چہارم ہیں۔ حضور ﷺ کی کفالت میں بڑے ہوئے۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ لوگوں میں سب سے پہلے آپ نے ہی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ اس غزوہ میں آپ اہل بیت علیھم الرضوان کی دیکھ بھال کے لیے مدینہ منورہ میں چھوڑ دیے گئے۔ آپ شجاعت وبہادری میں مشہور ہیں۔ چالیس سن ہجری کو شہید ہوئے۔ آپ کی سیرت کے لیے دیکھیے ”تہذیب تاریخ الخلفاء“ امام سیوطی کی تہذیب الشیخ نایف العباس۔ تحقیق خالد الزرعی۔ محمد غسان عزقول۔ یہ کتاب دار الباب دمشق سے طبع ہوئی ہے۔

۱۰۔ حاشیہ (ظ) میں کسی آدمی کا نام مذکور نہیں لیکن بعض نسخوں میں قال الشیخ زین الدین عطا رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں۔